السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مروجہ فاتحہ خوانی کی رسومات کے بارے میں ایک صاحب پوچھتے ہیں کیا یہ جائز ہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

مسلم معاشرہ میں فاتحہ خوانی قرآن خوانی 'سوم اور چہلم وغیرہ کی رسومات اس قدر رواج پا چکی ہیں کہ اب یہ باقاعدہ تقریبات کی شکل اختیار کر چکی ہیں۔ اور جوان کی موجودہ شکلیں ہمارے سامنے ہیں' ان کے بدعت ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ان تقریبات کا اس طرز کا وجود تک نہ تھا' نہ صحابہ کرامؓ سے اور نہ ائمہ دین سے اس کا ثبوت ملتا ہے اور مندرجہ ذیل دلائل کی بنیاد پر ہم مذکورہ مروجہ رسومات یا تقریبات کو جائز نہیں سمجھتے۔

الف) رسول اکرم ﷺ کے دور میں اموات ہوئیں۔ مرنے والوں کے عزیزواقارب اور ورثاء کے لئے آپ ﷺ نے کوئی ایسا کام کرنے کا حکم نہیں دیا جو آج ہمارے ہاں قل سوم یا چہلم کی شکل میں ہیں۔ خود آپ کی صاحبزادیاں فوت ہوئیں لیکن آپ ﷺ نے کسی کے لئے اجتماعی فاتحہ خوانی' قرآن خوانی یا چہلم وغیرہ نہیں کیا۔ جس طرح ہمارے ہاں آج کل رواج ہے۔

ب) حضور اکرم ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت جریر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ

(کنا نری الاجتماع الی اهل المیت و صنعهم الطعام من النیاحة۔ (سنن ابن ماجہ ج ا کتاب الجنائز باب ماجاء فی النهی عن الاجتماع الی اهل المیت وضعة الطعام ص ۹۸، رقم الحدیث ۱۶۱۲۔

''ہم یعنی صحابہ رسول ﷺ اہل میت کے ہاں لوگوں کے جمع ہونے اور اہل میت کا ان کے لئے کھانا تیار کرنے کو نوحہ سمجھتے تھے۔''

اور دوسری حدیث میں خود حضور ﷺ نے نوحہ کو جاہلیت کی رسموں میں قرار دیا ہے۔

ج) میت کے گھر والوں کو کھانا پکانا اور اپنے خاندان اور برادری والوں یا مہمانوں کو کھلانا یوں بھی معیوب ہے۔ اس کے برعکس رسول اکرم ﷺ نے اہل میت کو کھانا کھلانے کی تاکید فرمائی۔ حدیث میں ہے کہ

''جب حضرت جعفر بن ابی طالب کی وفات کی خبر آپ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو کیونکہ وہ مصیبت و غم میں مبتلا ہیں۔''

ہمارے ہاں مسئلہ ہی الٹ ہے۔ یہاں یتیم ہو یا غریب بیوہ عورت ہو یا مقروض آدمی جب موت واقع ہو گئی تو مولوی صاحب سمیت کھانے والوں کی چالیسویں تک ایک لمبی قطار لگ جاتی ہے اور قرآنی خوانی محض ایک بہانہ ہے اور ایصال ثواب محض برائے نام ہے اصل غرض کھانا کھلانا ہے۔

د) آج کل ایسی تقریبات نام ونمود اور نمائش کا ذریعہ بن چکی ہے اور شادی کی طرح اس کی تشہیر کی جاتی ہے اور پھر پورے اہتمام کے ساتھ انواع واقسام کے کھانے تیار کئے جاتے ہیں اور کھانے والے اپنے عزیزواقارب یا مذہبی لوگ ہوتے ہیں۔ ان میں غریب و مسکین کا گذر تک بھی نہیں ہوتا اور جس عمل میں ریاء اور دکھلاوا آجائے وہ تو ویسے ہی اللہ کے ہاں مقبول نہیں۔ گو ظاہر میں وہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو۔

ر) قرآن وسنت میں میت کے تعلق سے فاتحہ خوانی 'قل 'قرآن خوانی 'سوم اور چہلم کے الفاظ یا اصطلاحات کا ذکر تک نہیں۔ اگر ان کی کچھ اہمیت ہوتی تو یہ الفاظ یا تقریبات قرآن وحدیث میں منقول ہوتے یا سلف صالحین سے ان کا ثبوت ہوتا اور اوپر ذکر کی گئی قباحتوں سے پاک بھی ہوں تب بھی ان اعمال کے لئے خصوصی مجالس قائم کرنا 'خصوصی دن مقرر کرنا اور پھر ان کی خاص شکل بنانا اور پھر کچھ آیات کا انتخاب کرکے اس موقع پر پڑھنا ان سب کا ثبوت درکار ہے۔ شارع علیہ السلام کے علاوہ کسی کو اختیار نہیں کہ وہ اپنی طرف سے کسی عبادت کی شکل بنائے یا دن اور کیفیت کا تعین کرے۔

اگر کوئی شخص ایصال ثواب کے لئے قرآن پڑھتا ہے نوافل یا دوسری عبادات ایصال ثواب کے لئے کرتا ہے تو اس کی مروجہ اشکال کی ضرورت نہیں۔ اس طرح صدقہ وخیرات اگر ایصال ثواب کے لئے کرتا ہے تو غرباء و مساکین کو ڈھونڈنا چاہیئے۔ دنوں کا تعین کرکے اپنی طرف سے عبادات کی شکل بنانا ہرگز جائز نہیں ہے۔

بہر حال قرآن وسنت کی رو سے اسن مروجہ چیزوں کا کوئی ثبوت ہمارے پاس نہیں ہے۔

ہمارے ہاں اس رسومات کی پابندی کرنے والے اکثر دوست اپنے آپ کو حنفی بھی کہتے ہیں انہیں چاہیئے کہ حضرت ابو حنفیہ اور دوسرے حنفی اماموں میں سے ان رسومات کا کوئی ثبوت فراہم کردیں بلکہ اس کے برعکس بڑے حنفی ائمہ اور علماء نے اس طرح کی رسومات کو بدعت وناجائز قرار دیا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں ہم بزرگوں کے اقوال پیش نہیں کرتے تو بہتر ہوگا کہ چند بزرگوں کے ارشادات بھی اس موضوع پر پیش کردیئے جائیں ۔ اگر ہمیں ایصال ثواب کا منکر ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے تو اپنے ان بزرگوں کے بارے میں کیا خیال ہے ۔

امام قاضی خان حنفی لکھتے ہیں : ۔ (۱)

(ویکرہ اتخاذ الضیافت فی ایام المصیبۃ لانہا تاسف فلا یلیق بہا ما کان للسرور ۔ (فتاوی قاضی خاں

یعنی مصیبت کے دنوں میں دعوت کرنا مکروہ ہے ۔ کیونکہ جو کام خوشی کے وقت ہو' وہ غمی کے وقت مناسب نہیں ۔

امام حافظ ابن ہمامؒ لکھتے ہیں : ۔ (۲)

(ویکرہ اتخاذ الضیافۃ لانہ شرع فی السرور لا فی السرور وہی بدعۃ مستقبحۃ ۔ (فتح القدیر ج ۱ ص ۲۹۳

یعنی میت کے گھر کھانا تیار کرنا مکروہ ہے کیونکہ کھانا تو خوشی کے موقع پر تیار ہوتا ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بڑی قبیح بدعت ہے ۔

امام حافظ الدین محمد بن شہاب حنفی لکھتے ہیں ۔ جس کا ترجمہ یہ ہے (۲):

تین دین تک ضیافت مکروہ ہے اور اس طرح اس کا کھانا بھی کیوں کہ ضیافت تو خوشی کے موقع پر ہوتی ہے اور پہلے دوسرے اور تیسرے دن طعام تیار کرنا بھی مکروہ ہے اس طرح سات دنوں کے بعد (یعنی ساتواں) اور'' عیدوں کے موقع پر اور اس طرح موسم بموسم قبروں کی طرف کھانا اور جانا بھی مکروہ ہے اور قرآت قرآن کے لئے اور علماء و قراء کو جمع کر کے ختم قرآن کے لئے دعوت کرنا بھی مکروہ ہے اور علی ہذا القیاس سورہ انعام یا سورہ اخلاص کے قرآت کے لئے کھانا تیار کرنا بھی مکروہ ہے ۔ حاصل یہ ہے کہ قرآت قرآن کے وقت کھانا تیار کرنا مکروہ ہے ۔ (بحوالہ فتاوئی بزازیہ جلد ۴)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جو سب کے مشترک بزرگ ہیں فرماتے ہیں (۳):

''دیگر از عادات شنیعہ ما مردم اسراف است در ماتہا دسیوم وچہلم وشش ماہی وفاتحہ سالینہ وایں ہمہ رادر عرب اول وجود نبود مصلحت آن است کہ غیر تعزیت وارثان میت تا سہ روز وطعام ایشاں یک شبانہ روز سے نباشد ۔''

یعنی ماتم کے موقع پر یہ بری رسومات اور اسراف کے کام ہیں اور سوم چہلم شش ماہی اور فاتحہ وغیرہ کا اول عربوں میں وجود ہی نہیں تھا ۔ تعزیت میت کے ورثاء کے لئے تین دن تک کسی کھانے کے علاوہ کسی کھانے کا کوئی وجود نہیں ۔

ہمارے بریلوی بھائیوں کے نزدیک بھی مقبول شخصیت حضرت شیخ عبدالحق دہلویؒ فرماتے ہیں (۴):

''عادت نبوی نبود کہ برائے میت در غیر وقت نماز جمع شوند قرآن خوانند وختمات خوانند نہ بر سر گور ونہ غیر آن وایں مجموع بدعت است ومکروہ نعم تعزیت اہل میت وتسلیہ وصبر فرمودن سنت ومستحب است اما ایں اجتماع مخصوص روز سوم وارتکاب تکلفات دیگر وصرف اموال بے وصیت از حق یتامی بدعت وحرام است'' (سفر السعادت)

یعنی یہ نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ نہیں تھی کہ نماز کے وقت کے علاوہ خاص طور پر میت کے لئے جمع ہوں پھر قرآن پڑھیں اور کئی ختم بھی پڑھیں نہ قبر اور نہ کسی اور دوسری جگہ اور یہ سارے کام بدعت اور مکروہ ہیں ۔''
''ہاں میت کے ورثاء کی تعزیت کرنا انہیں صبر و تسلی کی تلقین کرنا' یہ سنت و مستحب ہے ۔ اس طرح تیسرے روز مخصوص اجتماع اور کئی تکلفات کرنا اور یتیموں کے مال کو بغیر وصیت کے خرچ کرنا بھی بدعت اور حرام ہے ۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے تو بات بالکل صاف کردی ہے اور قرآن وسنت کا موقف بڑے واضح انداز میں بیان فرمادیا ہے ۔ اب ہمارے بھائی ان پر جو چاہیں فتویٰ لگا دیں ۔

شیخ صاحب نے تین باتوں کی شرعی حیثیت متعین فرمادی ہے:

اول : میت کے گھر فاتحہ خوانی و قرآن خوانی کے لئے اہتمام کے ساتھ جمع ہونا ثابت نہیں' ہاں جب مسجد میں نماز کے لئے جمع ہو تو اس وقت دعا کردینا الگ بات ہے اور یہ جائز ہے ۔

دوم : سوم کی رسم بھی بے ثبوت اور بدعت ہے ۔

سوم : پھر کھانے پینے میں اہتمام و تکلف کرنا یہ بھی ناجائز ہے ۔

چہارم : اور اگر سب کچھ یتیموں کے اموال سے کیا جارہا ہے تو یہ حرام ہے ۔

اب جب ان رسومات کا ثبوت ایسی شخصیات کے نزدیک بھی نہیں جن کا ہم سب احترام کرتے ہیں' اسکے بعد بھی ان رسومات کو اس جوش وخروش کے ساتھ کرنا جس جوش وجذبے سے فرائض بھی ادا نہیں کرتے تو یہ کھلی ضد اور ہٹ دھرمی ہے ۔

رہی ایصال ثواب کی بات تو اس کے سب مسلمان قائل ہیں بشرطیکہ مذکورہ بدعات و رسومات سے مبرا ہو ۔ ہم ایصال ثواب کے اس حدیث کی روشنی میں قائل ہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

(اذا مات ابن آدم انقطع عملہ الا من ثلاث صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعوالہ ۔ (صحیح مسلم للالبانی کتاب الجنائز باب ایصال الثواب رقم الحدیث ۱۰۰۱

''یعنی جب ابن آدم فوت ہوجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ بھی منقطع ہوجاتا ہے سوائے تین کے ۔ صدقہ جاریہ یا ایسا علم سکھایا گیا جو اس کے بعد بھی نفع دے رہا ہے یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہے ۔''

دوسری حدیث حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ:

ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا میرا باپ فوت ہوگیا ہے لیکن اس نے کوئی وصیت نہیں کی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے فائدہ دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں۔'' (مسند احمد' مسلم شریف)

تیسری حدیث حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ہے کہ:

ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا کہ میری ماں کی اچانک موت واقع ہوگئی۔ میرا خیال ہے اگر وہ بول سکتی تو صدقہ کرتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں ملے گا۔'' (بخاری و مسلم)

اب مروجہ ختم' سوم' چہلم اور درود کی شکلوں کو سامنے رکھتے ہوئے خود ایمان داری سے فیصلہ کرلیں کہ یہ صدقہ جاریہ یا صدقے کی کوئی دوسری قسم ہے یا دونوں کا تعین کرکے دوست واحباب کی محض ایک دعوت یا پارٹی کا سماں ہوتا ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ صدقہ جاریہ کسے کہتے ہیں اور عام صدقات کرنے کا کیا طریقہ ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ صراط مستقیم]

ص275

محدث فتویٰ